# بیت المقدس پر اجمالی نظر

از جناب منشی عبدالقدیر صاحب دہلوی

(۲)

ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ الواح میں خدا بیت المقدس کے صخرہ سے کہتا ہے کہ تو میرا عرش ہے۔ تو میرے قریب ہے میں نے آسمانوں کو تیری جڑ سے اٹھایا ہے اور تیرے نیچے میں نے زمین کو بچھایا ہے اور تمام دور دراز مشکل اور دشوار گذار پہاڑ تیرے نیچے ہیں جو تیرے اندر مر گیا گویا وہ آسمانی دنیا میں مرا ہے اور جو تیرے گرد مر گیا گویا وہ تیرے اندر مرا ہے۔ دن اور رات کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کہ میں تجھ پر آسمانی روشنی نہیں بھیجوں گا۔ اور میں تجھکو دھوؤں گا یہانتک کہ تو دودھ کی طرح سفید ہو جائے گا۔ اور میں تجھ پر ایک دیوار قائم کرونگا جو زمین کے گھنے بادلوں سے بارہ میل اونچی ہوگی۔ اور جو روشنی تجھپر ڈالوں گا وہ آدم کے کافر بیٹوں کا وجود اور ان کے نقش قدم مٹا دیگی۔ اور میں تجھ پر ملائکہ اور انبیاء کے گروہ بھیجوں گا اور ایک نور کی جھاڑی بھی تجھ پر پیدا کروں گا میں اپنے ہاتھ سے تیری مدد اور نیکی کی ضمانت لونگا اور میں تجھ پر اپنی ارواح اور اپنے فرشتوں کو نازل کروں گا تاکہ تیرے ساتھ عبادت کریں۔ نہ آدم کی اولاد میں سے کوئی قیامت سے پہلے تیرے اندر داخل ہوگا اور جو کوئی دور سے اس معبد کو دیکھیگا اس پر برکتیں نازل ہوں گی۔ جو تیرے اندر عبادت کرتا ہے میں تجھ پر نور کی دیوار اور گہرے بادلوں کی جھاڑی رکھوں گا۔ یعنی لعل اور موتیوں کی پانچ دیواریں۔

کتاب زبور میں آیا ہے کہ اے بار آور فرش تو بزرگ ہے تو عظیم ہے۔ تجھ پر حشر بپا ہوگا اور تجھ سے تمام خلقت موت کی نیند سے اٹھیگی۔

مزید براں اسی مصنف سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ صخرۂ بیت المقدس سے کہتا ہے کہ جو تجھ کو محبوب رکھتا ہے میں اس کو محبوب رکھوں گا جو تجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جو تجھ سے نفرت کرے گا میں اس سے نفرت کرونگا۔ سال بسال میری نگاہیں تجھ پر لگی رہتی ہیں اور جب تک میں اپنی آنکھ کو فراموش نہیں کرسکتا تجھ کو بھی فراموش نہیں کرسکتا۔ جو کوئی تیرے اندر دو رکعت نماز پڑھ لے میں اس کے سب گناہ بخش دوں گا اور ایسا معصوم بنا دونگا گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے بشرطیکہ وہ معاصی کی طرف پھر رجوع نہ کرے اور ان کو از سرِ نو شروع نہ کردے۔

یہ بھی ایک پرانی روایت ہے کہ خدا صخرہ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ میں ہر اس شخص سے جو اس میں رہے پختہ عہد و وعدہ کرتا ہوں کہ تمام عمر ہر روز اس کو روٹی اور زیتون کا تیل پہنچاتا رہونگا اور گردش لیل و نہار اس کو ضرور وہ دن دکھائے گی جبکہ میں اپنی انتہائی نوازش سے تمام خلقت کو انصاف کرنے کے لئے تجھ پر اتار دوں گا جبکہ تمام مردے جی اٹھیں گے۔

ایک یہ بھی روایت ہے کہ مقاتل بن سلیمان اس مسجد میں نماز پڑھنے آئے اور دروازہ کے پاس بیٹھکر صخرہ کو دیکھنے لگے اور وہاں ہماری بہت بڑی جماعت جمع تھی۔ وہ پڑھ رہے تھے اور ہم سن رہے تھے اتنے میں علی بن البدوی سلیپر پہنے ہوئے فرش پر زور زور سے چلتے ہوئے آگے بڑھے اس سے ان کو بہت تکلیف ہوئی اور انھوں نے حاضرین سے کہا کہ مجھ کو راستہ دو' لوگ اُدھر اِدھر ہٹ گئے اور انھوں نے ان کو دھمکاتے ہوئے تنبیہ کی کہ دھماکے سے نہ چلیں' اور کہا آہستہ چلو اور ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ جہاں مقاتل ہے اور جہاں تم زور سے چل رہے ہو وہی مقام ہے جہاں جنت کی ہوائیں بسی ہوئی ہیں اور اس کے ارد گرد کوئی مقام ایسا نہیں ہے اور اس کے احاطہ میں بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کسی پیغمبر یا مقرب فرشتے نے نماز نہ پڑھی ہو۔

ام عبداللہ بنت خالد اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں کہ وہ ساعت یقیناً مقرر ہے جبکہ

کعبہ دلہن کی طرح صخرہ کے پاس لیجایا جائے گا اور اس پر تمام حج کی برکات لٹکی ہوئی ہوں گی اور وہ اس کا عمامہ بن جائیں گی۔

یہ بھی مروی ہے کہ الصخرہ مسجد کے وسط میں ہے اور معلق ہے سوائے اس ذات کے جو آسمان کو تھامے ہوئے ہے اس کا کوئی سہارا نہیں ہے یہ اس کی حکمتِ بالغہ ہے کہ کوئی شے اس کی مشیت کے بغیر نہیں گرتی اس کے مغربی گوشہ پر رسول مقبول کھڑے ہوئے تھے جب کہ وہ شبِ معراج براق پر سوار ہو رہے تھے یہ گوشہ آپ کی تعظیم میں کانپنے لگا اور دوسرے گوشہ پر فرشتوں کی انگلیوں کے نشان ہیں جنھوں نے اسے لرزنے سے باز رکھا تھا اس کے نیچے دونوں سروں پر سوراخ ہے جس پر دروازہ ہے اسی دروازہ سے لوگ عبادت کیلئے داخل ہوتے ہیں۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ ایک روز میں نے بھی داخل ہونے کا تہیہ کیا کیونکہ مجھے یہ ڈر تھا کہ میرے گناہوں کی وجہ سے یہ مجھ پر گر پڑیگا۔ میں نے اس کی سیاہی کو دیکھا کہ بہت سے زائرین اس کے سیاہ ترین حصے میں گئے اور گناہوں سے پاک وصاف باہر نکلے۔ میں پھر داخلہ کے متعلق سوچنے لگا۔ میں نے دل میں کہا غالباً یہ لوگ بہت آہستہ آہستہ داخل ہوئے اور میں نے بہت جلدی کی۔ بہت ممکن ہے کہ تھوڑی سی آہستگی مفید ثابت ہو چنانچہ میں نے داخل ہونے کا عزم کر ہی لیا اور داخل ہو کر میں نے عجیب وغریب بات دیکھی کہ صخرہ ہر پہلو اور ہر طرف سے اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا کیونکہ میں نے اس کو زمین سے ادھر پایا۔ بعض پہلو البتہ زمین سے دور تھے بعض کم۔ قدم مبارک کا نقش آج کل علیحدہ پتھر پر اس کے بالکل سامنے اوپر کو ایک ستون پر رکھا ہوا ہے اور یہ قبلہ کے مغرب میں ہے۔

آج کل الصخرہ حجرے کے کنارے پر ہے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ ہے کہ حجرہ کا دروازہ کھل سکے یہ دروازہ قبلہ سے بھی ہٹا ہوا ہے یعنی دونوں کے درمیان ہے۔ حجرے کے دروازہ کے نیچے پتھر کی سیڑھیاں ہیں جن کے ذریعہ آدمی حجرے میں اتر سکتا ہے۔ اس حجرے (تہ خانہ) کے وسط میں گہرے بھورے رنگ کا چمڑے کا قالین بچھا ہوا ہے جس پر زائرین کھڑے ہوتے ہیں جس وقت

وہ الصخرہ کی بنیاد دیکھنے آتے ہیں۔ یہ مشرق کی جانب ہے قبلہ کے رخ جو درختوں کی قطار ہے اس کے نیچے لگواں لگوں سنگِ مرمر کے ستون ہیں اور دوسری طرف بھی الصخرہ کے آخری کنارے کی اڑواڑ کے طور پر لگے ہوئے ہیں یہ اس لئے ہیں تاکہ قبلہ کی طرف اس کو لرزنے سے روکیں۔

ان کے علاوہ اور بھی عمارتیں ہیں۔ الصخرہ کے صومعہ میں ایک عمارت ہے۔ صومعہ کے نیچے مغربی جانب وہ جگہ ہے جہاں فرشتوں کی انگلیوں کے نشان ہیں یہ مذکورہ بالا نقش قدم شریف سے بہت قریب آخر میں مغربی دروازہ کے مقابل ہے۔

ڈاکٹر رابنسن لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلعم کے پیروؤں نے سنہ ۶۳۶ء میں حضرت عمرؓ کی سرکردگی میں بیت المقدس فتح کیا اور خلیفہ نے ارادہ کیا کہ یہودیوں کے صومعہ کی جگہ پر مسجد تعمیر کریں۔ یروشلم کے عنوان کے تحت میں مسلمان مورخوں کی زبانی اس تعمیر کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ صلیبی جنگوں کے مورخ بالاتفاق اس عظیم الشان صخرہ کو خدا کا گھر "Temple Domini" کہتے ہیں اور اس کی وضع قطع اور اس کی اندرونی چٹان کو بیان کرتے ہیں۔

لفٹنٹ ای آر کونڈر۔ رائل انجنیر لکھتے ہیں کہ قبۃ الصخرہ عربی فنِ تعمیر کے اس ابتدائی عہد کی یادگار ہے جبکہ ان کی تعمیر نے اپنی خاص طرز پیدا نہیں کی تھی اور وہ اپنی مسجدیں بنانے کے لئے بازنطینی معماروں سے کام لیتے تھے۔ لفٹنٹ مذکور کہتے ہیں کہ قبۃ الصخرہ بذاتہ مسجد نہیں ہے جیساکہ غلطی سے اس کو مسجد کہا جاتا ہے بلکہ مسجد اقصیٰ کے بیرونی صحن میں قیام کرنے کی ایک جگہ ہے

**قبۃ الصخرہ کی تعمیری تاریخ** لفٹنٹ کونڈر نے اس عمارت کی بتدریج تعمیر کے حالات اس طرح لکھے ہیں کہ سنہ ۸۳۱ء میں خلیفہ المامون نے قبۃ الصخرہ کو دوبارہ تعمیر کیا اور اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو بیرونی دیوار سے اس کا احاطہ کیا اور اس کو موجودہ شکل میں لایا جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ چھتہ کی چھت کی کڑیوں پر سنہ ۹۱۳ء تاریخ درج ہے۔ بہت عمدہ کھدی ہوئی لکڑی کی گروہنی جو موجودہ خاتم بندی کی چھت گیری کے نیچے چھپ گئی ہے پہلے ضرور نیچے سے نظر آتی ہوگی۔ سنہ ۱۰۱۶ء میں زلزلہ سے اس عمارت کا ایک حصہ منہدم ہوگیا اسی سنہ میں گنبد کے قدیمی پچیکاری کے کام کی مرمت ہوئی

جیسا کہ کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کتبہ کا موجودہ لکڑی کا کام حسین بن سلطان حکم کا بنوایا ہوا ہے جیسا کہ کتبہ مورخہ ۱۰۲۲ء سے ظاہر ہوتا ہے۔

بعد میں یہ عمارت صلیبیوں کے قبضے میں آئی جنھوں نے اس کا نام خدا کا گھر Temple Domini رکھا۔ صخرہ مقدس موجودہ شکل میں تراشا گیا اور سنگ مرمر کے چوکے بچھا دیئے گئے اور اس پر قربان گاہ بنائی گئی۔ یہ کام ۱۱۱۵ء سے ۱۱۳۶ء تک ہوتے رہے گنبد کے ستونوں کے درمیان لوہے کا خوبصورت کٹہرا اور نقش و نگار کے مختلف کام مع چند چھوٹی چھوٹی قربانگاہوں کے جن پر مورتیں بنی ہوئی ہیں اور جو مسلمانوں کے لئے قابلِ نفرت ہیں یہ سب اس زمانے کے بنے ہوئے ہیں۔ بیرونی دیواروں پر اندر کی جانب بارہویں صدی میں یہ تصویریں بنائی گئی تھیں جن کے آثار اب تک باقی ہیں۔ چھوٹی دیوار کے اوپر باہر کے رخ چاروں طرف منڈیر بنی ہوئی ہے جس میں چھوٹے چھوٹے ستون اور محرابیں بھی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صلیبیوں نے منڈیر کی محرابوں کو تیغہ لگا کر اوپر سے شیشے کی پچیکاری کی تھی جیسی انھوں نے بیت لحم میں کی تھی۔

۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین نے اس شہر کو فتح کیا تو قربانگاہ کو کھود ڈالا اور پھر محض چٹان نکل آئی۔ بتوں کی تصویروں کو سنگِ مر کی سلوں سے ڈھانک دیا اور قبۃ الصخرہ کی مرمت کی۔ سنہری رنگ بھروایا جیسا کہ ۱۱۸۹ء کے کتبہ سے ظاہر ہے۔

۱۳۱۸ء میں نکیر الدین نے باہر کے شیشے اور اندر کے سنہری کام کی تجدید کی جیسا کہ کتبہ سے واضح ہوتا ہے۔ ۱۵۲۰ء میں سلطان سلیمان نے ستونوں کے پر گول اور اوپر کے حصوں پر سنگ مرمر لگوا دیا۔ لکڑی کی کانس جو ستونوں کی درمیانی کڑی سے متصل ہے اسی زمانہ کی معلوم ہوتی ہے اور گنبد کے نیچے کی محرابوں کا سنگِ مرمر کا ہلکا سا نوکدار خول بھی شاید اسی زمانہ کا ہے۔ دریچوں پر ۱۵۲۸ء تاریخ کندہ ہے جیسا کہ ۱۵۶۱ء کے کتبوں سے پتہ چلتا ہے۔ دروازے ۱۵۶۴ء میں بنائے گئے۔ حجروں کی خوبصورت لکڑی کی خاتم بندی کی چھت گیری کی تاریخ نامعلوم ہے البتہ اس سے بعض کوفی کتبے چھپ گئے ہیں جو ۷۲ھ یا ۶۸۸ء کے ہیں۔ نیز لکڑی کی گردنی بھی جو غالباً ۹۱۳ء

کی ہے اس میں پوشیدہ ہو گئی ہے لہذا یہ چھت گیری غالباً حضرت سلیمانؑ کے عہد کی ہے۔ ۱۸۳۰ء میں سلطان محمود اور ۱۸۷۳ء میں سلطان عبدالعزیز نے قبہ کی مرمت کرائی اور موخرالذکر زمانہ ان لوگوں کے لئے خصوصاً نایاب تھا جو اس جگہ کا تاریخی مطالعہ کرنا چاہتے تھے۔ اس عمارت کی تاریخی تعمیر کا تدریجی سیدھا سادھا حال ہے۔ دیواروں کے کتبوں کی تاریخیں ان عربی مورخوں کے مفصل بیانات کے بالکل مطابق ہیں جنھوں نے قبۃ الصخرہ کا حال لکھا ہے۔

**بیت المقدس کی شرعی حیثیت** | قرآن مجید میں بیت المقدس یا یروشلم وغیرہ الفاظ کے ساتھ تو کہیں ذکر نہیں لیکن حسب ذیل اذکار ضرور ہیں:۔

| | |
|---|---|
| سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ | پاک ہے وہ (خدا) جو رات میں لیگیا اپنے بندے کو |
| الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا | مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے جس کے |
| الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا | گرداگرد ہم نے برکت نازل کی ہے تاکہ ہم اپنی کچھ |
| اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ | نشانیاں دکھائیں تحقیق وہ سنتا دیکھتا ہے۔ |

مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اس کے آس پاس کی جگہ یعنی صحن اور مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے۔ معراج کے واقعہ سے ہر مسلمان واقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سیر اس لئے کرائی تھی کہ خدا تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ ان کے جنت و دوزخ کے چشم دید حالات اور ملائکہ و عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبوت کے مرتبہ کی تکمیل ہو جائے جو تمام عالم کے نبی کے لئے ضروری تھی۔

یہ واقعہ معراج محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ۲۷ ویں شب کو ہوا تھا۔

مسجد اقصیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا پہلا قبلہ بھی رہ چکا ہے۔

اس کے گردو پیش جو برکتیں نازل فرمائی گئی تھیں وہ دینی بھی تھیں اور دنیاوی بھی جیسے کہ مفسرین نے اس آیتہ کی تصریح کی ہے کہ:۔

| | |
|---|---|
| بالبرکات الدین والدنیا لانہ مھبط | بیت المقدس کے گرداگرد دین ودنیا کی برکتیں |
| الوحی والملائکۃ ومقر الانبیاء و | نازل کی ہیں کہ وہ وحی اور فرشتوں کے اترنے کا |
| متعبد الانبیاء من لدن موسی | مقام اور انبیاء کرام کے رہنے کی جگہ اور موسیٰ |
| علیہ السلام وقبلۃ الانبیاء قبل | کے زمانہ سے انبیاء کی عبادت گاہ اور انبیا علیہم السلام |
| نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم والیہ | کا قبلہ ہے اور قیامت کو مخلوق اسی زمین میں |
| یحشر الخلق یوم القیامۃ ومحفوف | محشور ہوگی اور ہر طرف سے نہریں اور باغ سے |
| بالانھار والاشجار المثمرۃ | گھیرے ہوئے ہیں۔ |

اسی میں خدا کا مظہر تجلی جبلِ طور اور اسی میں مقدس وادی طویٰ ہے جن کا آیاتِ ذیل میں خاص عزت واحترام کے ساتھ ذکر ہے:۔

| | |
|---|---|
| فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ | جب موسیٰ نے مدت پوری کرلی اور اپنی اہلیہ کو |
| بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا | لیکر چلے، طور کی ایک جانب آگ دیکھی، اپنی اہلیہ |
| قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ | سے فرمایا کہ ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں |
| نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ | اس کے پاس سے کوئی خبر یا کوئی چنگاری |
| مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ | لے آؤں تاکہ تم تاپ لو۔ |
| فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ | پھر جب آگ کے پاس گئے تو برکت والی زمین میں |
| الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ | وادی ایمن کے کنارے درخت کی طرف سے |
| الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ | آواز آئی کہ اے موسیٰ بیشک میں ہوں اللہ |
| رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ | رب سارے جہانوں کا۔ |

یہ وادی طویٰ وہی مقدس وادی ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتیاں اتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔

| | |
|---|---|
| اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا | جبکہ موسیٰ نے آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے کہا ٹھیرو |
| اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ | بے شبہ میں نے آگ دیکھی ہے شاید کہ میں |

| | |
|---|---|
| مِنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ | تمہارے پاس اس میں سے انگارا لے آؤں یا آگ |
| هُدًى ۝ | پر کوئی راہ بتانیوالا مل جائے۔ |
| فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى اِنِّىۡۤ | پھر جب آگ کے قریب آئے تو پکارے گئے اے موسیٰؑ |
| اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ | میں ہوں تمہارا پروردگار پس اتار دو دونوں جوتیاں |
| اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۝ | اپنی بیشک تم مقدس وادی طوی میں ہو۔ |
| عن الحسن رضی اللہ عنہ فی | حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں جس وادی |
| قولہ بالواد المقدس قال واد | طوی کا ذکر ہے یہ فلسطین کی وادی ہے جو کہ بعد |
| بفلسطین قدس مرتین (درمنثور) | دیگرے دو مرتبہ پاک و مقدس کی گئی ہے۔ |

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتیاں اتارنے کی تلقین اس لئے کی گئی تھی کہ ان کے تلوے اس پاک و مقدس زمین سے مس کر کے برکت حاصل کریں۔

| | |
|---|---|
| وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ | اور جب کہا ہم نے داخل ہو تم اس گاؤں میں پس |
| فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ | کھاؤ اس سے جہاں چاہو تم بافراغت اور |
| رَغَدًا وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا | داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو |
| وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ | بخشش مانگتے ہیں ہم |

البیضاوی لکھتے ہیں کہ یہ گاؤں بیت المقدس (یروشلم یا اریحا) تھا۔

| | |
|---|---|
| اَوۡ كَالَّذِىۡ مَرَّ عَلٰى قَرۡيَةٍ وَّهِىَ | یا مانند اس شخص کے کہ گزرا اوپر ایک گاؤں کے اور |
| خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا قَالَ اَنّٰى | وہ گرا ہوا تھا اوپر چھتوں اپنی کے کیونکہ زندہ کریگا |
| يُحۡىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا | اس کو اللہ پیچھے موت اس کی کے۔ |

حدیث ہے کہ حضرت الیاسؑ یا حضرت خضرؑ نے بیت المقدس کو تباہی کے بعد دیکھا تھا جسے بخت نصر نے تباہ کیا تھا۔

| | |
|---|---|
| يٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ | اے قوم ارض مقدس میں جو تمہارے لئے اللہ پاک |

الّتی کتبَ اللہُ لکمُ ولَا ترتدّوا نے لکھدی ہے داخل ہو جاؤ اور پیٹھ دکھیر اُلٹے

علی اَدبارِکُم فتنقلبوا خٰسِرِینَ نہ پھرو ورنہ خسران میں پڑ جاؤ گے۔

یہ ارض مقدس فلسطین کا علاقہ ہے اس پاک سرزمین کے ساتھ سلمانوں کی دائمی وابستگی

ان احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ سوائے تین مسجدوں کے اور کسی (مسجد) کے لئے

مساجد مساجد الحرام والمسجد سفر طویل نہ کیا جائے ایک مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ

الاقصی ومسجد ھٰذا (مشکوۃ) اور میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی)

اس سے ثابت ہے کہ مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ مسجد نبوی اور مسجدِ اقصیٰ ایک ہی لڑی کے

تین انمول موتی ہیں اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کی اپنے گھر میں نماز تو ایک نماز ہے اور

صلوۃ الرجل فی بیتہ بصلوۃ وصلوۃ مسجد محلہ کی نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے

فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوۃ اور جامع مسجد کی نماز پانچسو نمازوں کے برابر ہے

وصلوۃ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمس اور انسان کی مسجدِ اقصیٰ میں ایک نماز

مائۃ صلوۃ وصلوۃ فی المسجد الاقصی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی

بخمسین الف صلوۃ وصلوۃ فی مسجدی میری مسجد میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے

بخمسین الف صلوۃ وصلوۃ فی المسجد الحرام برابر ہے اور مسجد حرام کی نماز ایک لاکھ

مائۃ الف صلوۃ (مشکوۃ۔ ابن ماجہ) نمازوں کے برابر ہے۔

ان کے علاوہ قیامت تک کے تعلق کا یوں پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت

یہ ہوگی کہ موذن قریب سے اذان دیگا (یعنی ایسی جگہ سے جہاں سے سب سن سکیں) حسین کہتے ہیں کہ

اس مقامِ قریب سے یروشلم کا معبد مراد ہے۔

بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ (Distinct Mosque.) کے بارے میں

جلال الدین السیوطی مفسر قرآن نے بھی تفسیر جلالین میں جو قدر و منزلت ظاہر کی ہے اس سے انتہائی بزرگی معلوم ہوتی ہے اور یہ کہ اعلیٰ عبادت گاہ اور زیارت گاہ ہے یہی وہ اعلیٰ اور برتر مقام تھا جہاں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے توبہ و استغفار کی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتہ حضرت جبرئیلؑ کو حضرت سلیمانؑ کے پاس بھیجا تھا۔ یوحنا (John) اور ذکریاء (Zacharias) کو بشارت دی تھی۔ حضرت داؤدؑ کو مسجد اقصیٰ کا نقشہ دکھایا تھا۔ روئے زمین کے کل چرند و پرند کو آپ کے تابع بنایا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پیغمبروں نے قربانیاں دیں۔ حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور اپنے پنگوڑے میں گویا ہوئے اور یہیں سے آسمانوں پر اٹھائے گئے اور یہی وہ مقام ہے جہاں دوبارہ آسمانوں سے زمین پر اتریں گے۔

یاجوج ماجوج روئے زمین پر استیلا حاصل کریں گے سوائے یروشلم کے اور یہی وہ مقام ہوگا جہاں خدائے قادر ان کو نیست و نابود کردے گا۔ یہی وہ متبرک مقام ہے جہاں حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ اور حضرت مریم دفن ہیں اور قیامت کے قریب بالعموم یروشلم کی طرف لوگ ہجرت کریں گے اور "کشتی" (Ark.) اور "شیخینہ" (Schechinah) "معبد" کو دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں یوم حشر میں تمام بنی آدم دوبارہ زندہ ہو کر فیصلہ کیلئے اکٹھے ہونگے اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے جلوس کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں جلوہ گر ہوگا اور انصاف کریگا۔

الحاصل یہی وہ مقام ہے جو صدہا انبیاء و مرسلین کا مولد ہے۔ صدہا کا مسکن رہا ہے اور صدہا کا مدفن ہے اور صرف مسلمان ہی اس کی حفاظت کے اہل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ صرف وہی بلاتخصیص جملہ انبیاء و مرسلین کو داخل ایمان و برحق مانتے ہیں۔

علاوہ بریں حج کے موقع پر جو لوگ یہاں سے احرام باندھتے ہیں ان کو زیادہ ثواب ملتا ہے